وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سورۃ الحشر:۷)

اسلامی نظام
اور
جمہوریت کا تقابلی جائزہ

افاداتِ

حضرت مولانا سید مفتی مختار الدین صاحب مدظلہ کربوغہ شریف

خلیفہ مجاز برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

جمع و ترتیب

ملا محمد موسیٰ مجاھد المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ

مکتبہ: اسرار العروج

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو حضرت مفتی سید مختارالدین شاہ

صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہُ کے لیے صدقہ جاریہ، پڑھنے والوں کے لیے

ذریعہ ہدایت اور مرتب کے لیے توشہ آخرت بنائے، آمین

الفقیر إلی اللہ تعالیٰ، الغریب عن وطنہ

ملا محمد موسیٰ مجاھد افغانی ثم المدنی

ردّہ اللہُ إلی بلدہ سالماً معافیً بمنّہ وکرمہ

اسلامی نظام اور جمہوریت کا تقابلی جائزہ

مذکورہ پوری بحث سے یہ ثابت ہوا کہ اسلامی نظام اور مغربی جمہوریت دونوں کے مزاج اور مقتضیات جدا جدا ہیں۔ اب اس مضمون کے آخر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دونوں نظاموں کا خلاصہ یہاں تقابلی انداز میں پیش کروں:

۱۔ اسلامی نظام میں اللہ تعالیٰ کی حکمرانی اور حاکمیت ہوتی ہے، اس میں تمام فیصلے قرآن وسنت اور شریعتِ مُطہَّرہ کے مقررہ اصولوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس نظام جمہوریت میں عوام کی حاکمیت اور عوام کی حکمرانی ہوتی ہے اور اس میں ہر فیصلہ عوام کی اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

۲۔ اسلام میں طاقت کا سرچشمہ قرآن وسنت ہوتا ہے، اور فیصلہ کن حیثیت قرآن وسنت کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جمہوری نظام میں طاقت کا سرچشمہ عوام اور فیصلہ کن حیثیت پارلیمنٹ کو حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ اسلام کے اصول وقوانین قطعی، غیر مُبدَّل اور ناقابلِ تنسیخ ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جمہوری نظام میں ہر اصول اور ہر قانون کو پارلیمنٹ تبدیل اور منسوخ کرسکتی ہے۔

۴۔ اسلامی نظام میں فیصلے حق وعدل کے اصولوں کی بنیاد پر ہوتے ہیں، اس کے برعکس جمہوریت میں فیصلوں کی بنیاد اکثریت کی رائے اور خواہش ہوتی ہے۔

۵۔ اسلامی نظام میں انتظامی امور اہلِ رائے، باکردار اور سمجھ دار لوگوں کے مشورے سے طے پاتے ہیں، اس میں دلائل، دماغ، عقل اور کردار وسیرت کو تولا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جمہوری نظام میں کسی امر یا کسی شخص کی تائید اور حمایت میں صورتوں اور سروں کو شمار کیا جاتا ہے۔

۶۔ جمہوری نظام میں زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے لیے رائے عامہ کو اپنے اور اپنی پارٹی کے حق میں ہموار کرنا پڑتا ہے، اور رائے عامہ کی ہمواری کے لیے ضروری یہ ہے کہ حق کا اظہار نہ ہو، بلکہ جہاں جائے اور جن لوگوں کے پاس جائے انہی کے رنگ میں رنگ جائے تاکہ ہر ذہن کے لوگوں کا اور ہر طبقہ کے ووٹ کو حاصل کیا جائے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ حق وباطل کی تمیز مٹ جاتی ہے اور خود جمہوری نظام میں چلنے والی پارٹیوں کے کارکنوں کے اندر جھوٹ، جھوٹے پروپیگنڈے، چاپلوسی، بے ایمانی وغیرہ جیسی

بداخلاقیاں نشو و نما پاتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں اسلام سراسر حق کا داعی ہے، وہ اپنے تمام کارکنوں میں حق پرستی، صداقت، امانت، راست بازی پیدا کرنا چاہتا ہے، وہ حق کو باطل کی کسی آمیزش کے بغیر پیش کرتا ہے اور حق کے معاملہ میں باطل کی ذرہ برابر آمیزش کو برداشت نہیں کر سکتا۔

۷۔ اسلام فرد سے لے کر معاشرہ تک، عقائد سے لے کر عبادات و معاملات، معاشرت، معیشت اور سیاست تک کا اصلاح کرتا ہے، اور ہر ایک چیز کو ایمانی اور اخلاقی اقدار میں تولتا ہے۔ اس کے برعکس جمہوری نظام کی دوڑ صرف نظامِ حکومت تک محدود ہوتی ہے، معاشرے کی اصلاح اور انسانی اخلاق و اقدار کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۸۔ اسلامی نظام میں اہلِ شوریٰ جستجو کر کے امام، امیر اور وزیرِ اعظم وغیرہ کو منتخب کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جمہوری نظام میں ہر کوئی خود اپنے آپ کو آگے آگے کرتا ہے اور اپنے کردار و خدمت کو سراہتا ہے۔

۹۔ اسلامی نظام میں امیر، امام، صدر اور وزیرِ اعظم وغیرہ کا انتخاب ایمان و تقویٰ اور صلاحیتوں کی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جمہوری نظام میں پوسٹروں، جھنڈوں، ووٹ کی بھیک مانگنے، ڈھیروں مال و دولت خرچ کرنے اور جھوٹے پروپیگنڈوں کی بنیاد پر منصبوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ مغربی جمہوریت میں سیاسی پارٹیوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور کوئی جمہوریت حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار کے بغیر نشو و نما نہیں پاسکتی۔ اس کے برعکس اسلامی نظام میں مغربی طرز کی سیاسی پارٹیوں کی گنجائش نہیں، مسلمان سب ایک جماعت ہوتے ہیں، ان سب کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہوتا ہے، ان کا مقابلہ حزبِ شیطان سے ہوتا ہے، اور اسلام کی رو سے مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ اور پارٹی بازی ناجائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو۔ (آل عمران:۱۰۲)

نیز اگر اسلامی نظام اور مسلم معاشرہ میں کئی پارٹیاں حصولِ اقتدار کے لیے کوشش کریں گی تو باطل کے مقابلے میں مسلمانوں کی طاقت کمزور ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
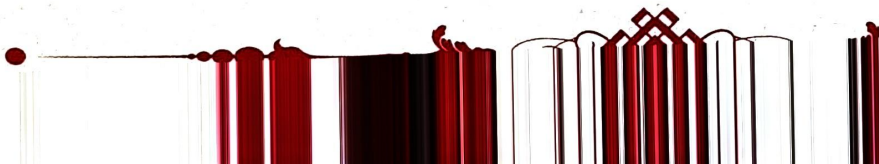
وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

"اور آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی"۔

(انفال: ۴۶)

۱۱۔ حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف دونوں باہمی تفرقہ کی آگ برابر سلگتے رہتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر ہر قسم کی بے جا تنقید صرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ عوام میں اپنے مخالف کی مقبولیت ختم کر سکے اور ہر پارٹی ایک دوسرے کو بدنام کرنے کے لیے ہر قسم کے پروپیگنڈوں کے لیے تمام وسائل بروئے کار لاتی ہے، اس ملعون نظام میں کسی قانون اور کسی شخص کی تائید حق وصداقت کی بنیاد پر نہیں ہوتی، بلکہ پارٹی کی بنیاد پر ہوتی ہے، پارٹی کی تائید اور تعاون ہر حال میں ضروری ہوتا ہے، اور اخلاص کے ساتھ دوسری جماعتوں کے ساتھ حق وصداقت اور نیکی کی بات میں تعاون کرنا پارٹی بازی کے اس نظام میں ناممکن سا ہوتا ہے، اور یہ تمام امور اسلام کے منافی اور ضد ہیں۔

۱۲۔ جمہوری نظام کی بنیاد چونکہ پارٹیوں پر ہوتی ہے اس وجہ سے جب کوئی پارٹی برسرِ اقتدار آتی ہے تو صرف اپنی پارٹی والوں کو عہدے دیتی ہے، انہی کو نوکریاں ملتی ہیں، تمام لوگوں کے خون سے چوسے ہوئے قومی خزانے کو اپنی ہی پارٹی والوں پر نچھاور کرتی ہے، اور ان تمام تر ظلم، خیانت اور حرام کاریوں پر فخر بھی ہوتا ہے اور ان کو کارِ ثواب بھی سمجھتے ہیں، کیا ایسے نظام کا کسی درجے میں اسلام کے ساتھ کوئی جوڑ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۳۔ قرآن وسنت کی تعلیم یہ ہے کہ ایک دوسرے کا احترام اور آبرو کی حفاظت ہو اور ہر مسلمان نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں دوسروں کے ساتھ تعاون کرے، اور حق وصداقت کے معاملہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں اور ذاتی مفادات کی بھی کوئی رعایت نہ کرے اور ہر حال میں حق کا ساتھ دے۔

(دیکھیے مائدہ آیت ۲ و نساء آیت ۱۳۵)

اس کے برعکس جمہوری نظام کے انتخابی مہم میں ایک دوسرے کی تذلیل، ایک دوسرے پر طنز وطعن، غیبت، بہتان اور الزام تراشیاں برسرِ منبر ہوتی رہتی ہیں، اس کے بغیر انتخابی مہم کو کامیاب نہیں سمجھا جاتا۔

مذکور بالا تقابل کا منطقی نتیجہ یہ ہو گا کہ جہاں بھی جمہوری نظام ہو گا وہاں صحیح معنوں میں اسلامی نظام کے لیے کوئی گنجائش نہیں، وہاں نماز، روزہ وغیرہ عبادات سب کچھ ہو گا، لیکن ایسی حکومتیں جمہوری نظام کی محکوم اور غلام رہیں گی، اور مسلمان مختلف ممالک میں تقسیم ہو کر رہیں گے۔

حالانکہ اگر صحیح معنوں میں اسلامی نظام کہیں نافذ ہوا تو اسلام کا نظامِ خلافت تمام مسلمانوں کو وحدت کی لڑی میں پروئے گا، اس کی اسلامی آغوش میں اگر غیر مسلم بھی آئے تو وہ چونکہ امن کی پرورش اور تربیت کرتا ہے، اس لیے جس کے اندر حق کی ذرہ برابر چنگاری بھی موجود ہو گی وہ عقائدِ حقہ اور نورانی اعمال واخلاق سے جگمگا اٹھے گی۔ اس طرح وہ اپنے ماتحتوں کو اپنا محکوم اور غلام بنانے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ وہ تمام لوگوں کو خواہشِ نفسانی اور لوگوں کی غلامی و محکومی سے نکال کر اپنے خالق ومالک اور اس کی بندگی میں لاکھڑا کرتا ہے۔ سچ اور حق یہی ہے کہ آزادی حریت اور ترقی پر ترقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی اور دینِ اسلام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے سچے بندوں میں شمار کریں۔

نوٹ: یہ چند تقابلی چیزوں کو ذکر کیا گیا ہے اس سے اندازہ لگایئے کہ جمہوری نظام اور مغربی جمہوریت دجالیت نہیں تو اور کیا ہے؟ بلاشبہ جمہوریت اسلام اور دینِ حق کے خلاف ایک گہری سازش ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس دجّالانہ نظام کا بائیکاٹ کریں اور پوری زندگی خالص اسلامی اصولوں پر تعمیر کریں، اس شیطانی نظام کا مقصد لوگوں کو مذہب خصوصاً دینِ اسلام سے آزاد کر کے سرمائے اور ہوائے نفس کا بندہ بنانا ہے، اس بے ہودہ نظام کے پسِ پردہ اور اس کی پشت پر شتر بے مہار سرمایہ۔ آئی ایم ایف۔ ورلڈ بینک وغیرہ جیسے شیطانی ادارے ہوتے ہیں جو اس نظام کے ذریعے صرف مفادات حاصل کرتے ہیں، اور اس شیطانی نظام میں خدا کے بندوں کو مال وجاہ کا ایسا نشہ پلا دیا جاتا ہے کہ اس نظام میں دوڑ دھوپ کرنے والے کی سوچ یہی بن جاتی ہے کہ جمہوری دستور گویا اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، لہٰذا جو بات جمہوری دستور کے خلاف ہو خواہ کتنی سچی اور مبنی بر حقیقت کیوں نہ ہو مگر وہ اس نظام کے ماننے والوں کے یہاں مردود ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جو بات خواہ کتنی سچائی اور حق سے دور ہو، مگر وہ جمہوری دستور کے مطابق ہو تو وہ ان کے نزدیک کلمۂ حق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جاہلانہ نظام کی پشت پر جو شیطانی قوتیں سوار ہیں اور جو قوتیں اس

نظام کو چلا رہی ہیں انہوں نے خود جمہوری دستور کو کتاب اللہ کے مقام پر رکھ دیا ہے، ظاہر ہے کہ جو لوگ بھی اس نظام کو دل سے قبول کریں گے وہ اس کے اثرات نہیں بچ سکیں گے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس شیطانی راہ سے نفاذِ اسلام کی توقع کرنا عبث اور فضول کام ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس دجالانہ پُر فریب نظام کو اسلام کی پیوند نہ لگائیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ اپنی پوری زندگی خالص اسلامی اصولوں پر تعمیر کریں۔ جو لوگ اس نظام میں کسی مجبوری کے تحت شامل ہو جاتے ہیں، ان کی خدمت میں اتنی درخواست ہے کہ وہ اس پر اسلام کا لیبل نہ لگائیں اور اپنے قول و فعل سے کسی ایسی بات کو صادر نہ ہونے دیں جس کی وجہ لوگ اس جمہوری دستور کے تحت ہونے والے انتخابات کو دین کا کام اور کارِ ثواب سمجھیں۔